قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ روپے
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ روپے

جلد ۲۰	مطابق ۲۴ رجب ۱۳۵۱ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء	نمبر ۶۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں ؛

۲۰-۲۱ نومبر سری گوبندپور میں غیر احمدیوں سے مناظرہ ہوا۔ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے مولوی محمد ادریس صاحب غیر احمدی سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مناظرہ نہایت کامیاب رہا۔ ہندو پبلک نے خصوصیت سے جماعت احمدیہ کے دلائل کی معقولیت تسلیم کی۔ ۲۰ نومبر ایک پبلک جلسہ کے ذریعہ بھی غیر احمدیوں کے عام اعتراضات کے جواب دیئے گئے ؛

۲۱ نومبر ٹھیکیدار اللہ یار صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی

مولوی مصباح الدین احمد صاحب کے ہاں ۲۲ نومبر لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا ثبوت

"میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا دعوےٰ جھوٹا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اُس کی تائید میرے ساتھ ہے۔ اگر میں اُس کی طرف سے مامور نہ ہوا ہوتا۔ تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔ اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھہر جاتی۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں۔ کہ میری تھوڑی مخالفت نہیں ہوئی۔ ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصہ لیا۔ اور بہت بڑا حصہ لیا۔ ہر قسم کی مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں۔ اور ڈالی گئی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے۔ اور ان روکوں کو دور کر کے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے۔ اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ اس پر بھی میں کہتا ہوں۔ کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا۔ تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں۔ بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کہ جب کوئی راستباز۔ اور خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے۔ تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اُس کی ہنسی کی جاتی ہے۔ اُسے قسم قسم کے دکھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر آخر وہ غالب آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام روکوں کو خود اٹھا دیا ہے"؛

(الحکم ۲۱۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء)

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

لنڈن کا خط

مولوی محمد یار صاحب اپنے خط مورخہ ۶ - اکتوبر ۱۹۳۲ء میں لکھتے ہیں خطبہ جمعہ خان صاحب فرزند علی صاحب نے پڑھا - اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اصلاح نفس کی طرف توجہ دلائی - اتوار کو حاضری ۲۵ - اصحاب کی تھی - چار پانچ غیر مسلم بھی تھے - مولوی محمد یار صاحب نے درس قرآن شریف دیا - اور دوران درس میں اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں کو پیش کیا - یکم اکتوبر ہفتہ وار اجلاس میں اسلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود کو پیش کیا گیا - بعد جلسہ سوالات کے جواب دیئے گئے ۔

ایک نوجوان سے جو کہ یہودیت چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہوا تھا - مذہبی مذاکرہ ہوتا رہا - اور تبلیغ مؤثر پیرایہ میں کی گئی - دو دن وہ برابر آتا رہا - اور پانچ چھ گھنٹے اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر گفتگو رہی - تحفہ دیکر پڑھنے کو دیا گیا ۔

لنڈن میں یوم التبلیغ

۸ - اکتوبر کو یوم التبلیغ تھا - خان صاحب تقریباً سارا دن لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے رہے - جن لوگوں کو انہوں نے تبلیغ کی - ان میں سے مفصلہ ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں -

(۱) میجر ہینس - (۲) ایک عیسائی خاندان جس میں ایک ہندوستانی طالب علم رہتا ہے - (۳) بعد دوپہر ملک عمر حیات خان صاحب ٹوانہ کے ہاں گئے - اور ان کو تبلیغ کی - (۴) ایک ہندوستانی ڈاکٹر مقیم لنڈن - اور اس کی میم صاحبہ کو تبلیغ کی - شام کو ایک پبلک اجلاس میں مولوی محمد یار صاحب نے تقریر کی -

پھر مسٹر اسماعیل صاحب نے تبلیغی رنگ میں تقریر کی - مولوی محمد یار صاحب عارف نے بائبل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بیان کی - اور تورات و انجیل سے معیار ہائے صادقین پیش کئے - اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چسپاں کر کے دکھایا - آپ کی پیشگوئیاں - اور معجزات بھی پیش کئے گئے - حاضرین نے سوالات پوچھے - اور بہت دیر تک ان کے جوابات دیئے گئے - ایک عرب کو تبلیغ احمدیت کی گئی ۔

ایک لیڈی کا قبول اسلام

لنڈن کا خط مورخہ ۱۳ - اکتوبر مظہر ہے - اتوار کو خان صاحب نے درس قرآن شریف دیا - نومسلموں کو اور مسائل بھی سمجھائے - ایک خاتون نے اسلام قبول کیا - اللہ تعالیٰ استقامت بخشے ۔

نیروبی کا خط

ماہواری جلسے میں ڈیڑھ صد سے اوپر سامعین تھے - اجرائے نبوت فی خیر الامت کو قرآن شریف سے ثابت کیا - سامعین بہت عمدہ اثر لے کر گئے - ایک صاحب نے جو پہلے سخت مخالف تھے بیعت کر لی - سال بھر میں تقریباً آٹھ جلسے کئے ہیں ۔

زنجبار کا خط

جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب ۱۱ - اکتوبر کے خط میں لکھتے ہیں - ۱۲ - مئی ۱۹۳۲ء کو انجمن احمدیہ زنجبار کی بنیاد رکھی گئی - اور مقامی اخبار سماچار میں جو کہ انگریزی اور گجراتی میں ہفتہ وار شائع ہوتا ہے - اس کا اشتہار شائع کرایا گیا - گورنمنٹ گزٹ نے اس چٹھی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا - ڈاکٹر شاہ نواز صاحب نے ایک گمنام فرقہ سے ہم کو روشناس کرایا ہے - اس کے جواب میں انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے حوالہ کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا گیا - کہ جماعت احمدیہ بفضل خدا اب عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے ۔

۷ - جون کو ریزیڈنٹ صاحب بہادر سے ملاقات کی گئی - سلسلہ احمدیہ کی مختصر تاریخ اس کی وسعت اور اس کا اثر و رسوخ ایڈریس میں بیان کیا گیا - تحفہ اردن ہز ایکسیلنسی کے پیش کیا گیا جس کو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا ۔

سلطان زنجبار سے ملاقات

۱۱ - جون کو سلطان المعظم خلیفہ بن حارب سلطان زنجبار سے ملاقات کر کے ایک جاپانی کی کشتی میں ایڈریس پیش کیا گیا - اور ان تمام امور کا ذکر کیا - جس کا ذکر ریذیڈنٹ بہادر والے ایڈریس میں کیا جا چکا تھا - اس ایڈریس کو گورنمنٹ گزٹ نے شائع کر دیا ۔

سلطان المعظم نے شکریہ ادا کیا - اور کہا - مجھے سلسلہ احمدیہ کے متعلق علم ہوتا رہتا ہے - اور چند سال کا عرصہ ہوا - ایک عورت (امریکن سیاح) امریکہ سے آئی تھی - اور میرے محل میں اتری تھی - اس نے مجھے ایک کتاب احمدیت کے متعلق دی تھی - دوسری ملاقات کے موقعہ پر انگریزی ترجمہ پارہ اول پیش کیا گیا ۔

۱۶ - جولائی کو میلاد النبی کے موقعہ پر جبکہ آٹھ ہزار کے قریب آدمی جمع تھے - اور سلطان المعظم اور ریذیڈنٹ بہادر بھی موجود تھے - جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب کو تقریر کرنے کا وقت دیا گیا ۔

۲۶ اگست کو سلطان المعظم کی سالگرہ کے موقعہ پر مبارکباد کا خط تحریر کیا گیا - اور لمبی عمر والا نسخہ جو کہ قرآن شریف نے بتلایا ہے - اس کی طرف سلطان المعظم کو توجہ دلائی گئی ۔

سلسلہ مضامین

ایک مقامی اخبار میں اسلامی اصول کے فلسفہ پر سلسلہ مضامین شروع کر رکھا ہے - جس کو یہاں کے نوجوان بہت پسند کر رہے ہیں - اور سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں ۔

زنجبار میں یوم التبلیغ

۸ - اکتوبر کو ایک دعوت کا انتظام کیا گیا - جس میں مسلم و غیر مسلم وغیرہ اصحاب کو بلایا گیا - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پیش کیا گیا - ڈاکٹر عبدالغنی صاحب نے ایک پرجوش تقریر انگریزی میں کی - ازاں بعد ڈاکٹر صاحب نے بھی انگریزی میں تقریر کی - ہر دو تقریروں کا اثر اچھا ہوا - دعوت کے تمام اخراجات ڈاکٹر عبدالغنی صاحب نے ادا کئے -

امریکہ کا خط

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم - اے کے خط مورخہ ۲۹ - ستمبر سے معلوم ہوا - کہ نومسلم ذوق شوق سے نماز اور ارکان اسلام سیکھ رہے ہیں - حتےٰ کہ ساٹھ ساٹھ سال کی بڑھیا عورتیں بھی نماز سیکھتی ہیں - ناظر دعوۃ و تبلیغ

مہمانوں کی مذہبی تعلیم و تربیت کا انتظام

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے - کہ بیرونجات سے جو مہمان دارالامان میں تشریف لائیں - ان کے لئے مہمان خانہ میں قرآن شریف - حدیث - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس ہوا کرے - اس کے لئے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کو (جو سلسلہ عالیہ کے نہایت پرانے مبلغ ہیں) مقرر کیا گیا ہے - درس کے اوقات مندرجہ ذیل ہونگے :-

درس قرآن کریم	صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک
درس حدیث	" ۱۱ " " ۱۱½ " "
مہمانوں سے دینی گفتگو	" ۱۱½ " " ۱½ " "
درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	بعد دوپہر ۲½ بجے سے ۳½ بجے تک
مہمانوں سے دینی گفتگو	" ۳½ " " ۴½ " "

عام آگاہی کے لئے اس کا اعلان کیا جاتا ہے - تاکہ یہاں آکر مہمان اپنے اوقات کو مفید طریق پر استعمال کریں - یہ درس ۱۶ - نومبر سے شروع کر دیئے گئے ہیں -

ناظر تعلیم و تربیت -

صنعتی نمائش قادیان کے متعلق اعلان

میں اپنی تمام معزز بہنوں کی خدمت میں یہ آخری اعلان شائع کراتی ہوں - کہ وہ اپنے اوقات کے کچھ حصہ کو صنعتی نمائش قادیان کو زینت دینے کے لئے صرف کریں - اور اچھی اچھی خوشنما اشیاء روانہ فرمائیں - قادیان سے باہر جو بہنیں دور دراز سکونت پذیر ہیں - وہ اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں - کہ اگر چار چیزیں روانہ فرماتی ہیں - تو دو یا ایک ضرور لجنہ اماء اللہ کے لئے وقف فرمائیں - اس سے یہ فائدہ ہوگا - کہ اگر ان کی اشیاء ...

کاہنوواں ضلع گورداسپور میں سالانہ جلسہ ہوگا - تمام علاقہ بیٹ اور قرب و جوار کے احمدیوں کو چاہیئے - کہ اس جلسہ میں شامل ہوں - مناظرہ کا بھی امکان ہے - اس لئے احباب کو ... کا ہنوواں (اضلاع) جلسہ اور مناظرہ ۵ - ۲۴ - ۲۵ - نومبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۳ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء جلد ۲۰

گاندھی جی کی جان دینے کی دھمکی اور اچھوت

اچھوتوں کو ہندوؤں میں جذب کرنے کی کوشش

سابقہ مضمون کا خلاصہ

گزشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ گاندھی جی نے اچھوت اقوام کے لوگوں کے لئے مالابار کے صرف ایک مندر میں داخلہ کے متعلق جو دھمکی دے رکھی ہے۔ اس کے خلاف راسخ الاعتقاد ہندو اس لئے آواز اٹھا رہے ہیں۔ کہ اچھوتوں کا مندروں میں داخلہ ہندو دھرم کے قطعاً خلاف ہے۔ گاندھی جی چونکہ ہندو دھرم کو اپنے منشاء کے مطابق ایک نئے سانچہ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اور وہ کھلم کھلا ہندو دھرم کی مقدس کتب ویدوں اور شاستروں کو نہ صرف پس پشت ڈال دینے کی تلقین کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کی تحقیر کر کے ان کی وقعت کم کرنے میں کوشاں ہیں۔ اس لئے اپنے دھرم پر اعتقاد رکھنے والے ہندو ان کی اچھوتوں کے متعلق تحریک کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ۔

اچھوت اقوام میں بے چینی

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام بھی گاندھی جی کی اس جدوجہد سے مطمئن نہیں۔ کیونکہ انہیں صاف طور پر نظر آ رہا ہے۔ کہ گاندھی جی ان کی مجلسی۔ اقتصادی اور معاشرتی حالت کو بہتر بنانے سے دیدہ دانستہ اغماض برتتے ہوئے ایسی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ جو ان کی قومی ہستی کے لئے ہلاکت اور تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ گاندھی جی ان مظلوم اور ستم رسیدہ اقوام کو زندگی کے مفید شعبوں میں مساویانہ درجہ دینے کی بجائے سارا زور اس بات پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ اُن کے لئے کسی ایک مندر کا دروازہ کھول دیا جائے۔ ان کو بعض کنوؤں پر چڑھنے کی اجازت دے دی جائے حالانکہ یہ باتیں بالکل بے حقیقت ہیں۔ اور اگر اپنے مذہب کی حفاظت کرنے اور انسانی دست برد سے بچانے کا جذبہ رکھنے والے ہندو یہ باتیں مان بھی لیں۔ حالانکہ وہ اس کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ تو بھی اچھوتوں کی حالت میں کوئی مفید اور بہتر تغیر پیدا نہیں ہو سکتا ۔

نقصان کا خدشہ

اس کے مقابلہ میں جو نقصان انہیں نظر آ رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ گاندھی جی ایسی بے حقیقت اور قطعاً غیر مفید باتوں میں اُلجھا کر جن کا معاشرت اور اقتصاد کے حقیقی فوائد سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ چاہتے ہیں۔ کہ ان کو ہندوؤں میں جذب کر لیں۔ اور ان کی ہستی کا نام و نشان تک باقی نہ رہنے دیں ۔

اچھوتوں کو مساوی درجہ دینے سے انکار

اگر اچھوت اقوام کو زندگی کے ہر پہلو میں مساویانہ درجہ دے کر ہندوؤں میں جذب کر لینے کی کوشش کی جاتی۔ تو کسی کو اس پر اعتراض کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔ بشرطیکہ اس کوشش میں کسی قسم کے جبر اور تشدد کا دخل نہ ہوتا۔ اور اچھوت اقوام کی بے کسی۔ اور بے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھایا نہ جاتا۔ لیکن ستم تو یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اچھوت اقوام کو بالکل بے حقیقت اور بے سُود باتوں کے ذریعہ جکمہ دے کر یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ان کی ہستی کو ہندوؤں کی خاطر کلیتہً مٹا دیا جائے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کے لئے یہ اعلان پر اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ اچھوتوں کو ہرگز اپنے جیسا انسان نہ سمجھا جائے۔ اور ہرگز ان سے معاشرتی اور تمدنی تعلقات قائم نہ کئے جائیں چنانچہ گاندھی جی نے اپنے سب سے پہلے اعلان میں جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ

”اگر گورو دیور مندر کیرالہ یکم جنوری کو یا اس سے پیشتر اچھوتوں پر نہ کھولا گیا۔ تو میں پھر برت رکھنے پر مجبور ہوں گا۔“ وہاں انہوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے۔

”نامہ نگاروں نے دریافت کیا ہے۔ کہ اچھوتوں کے ساتھ کھان پان اور رشتہ ناطہ اچھوت ادھار تحریک کا حصہ ہیں۔ میری رائے میں یہ حصہ نہیں ہیں۔ ان کا اثر اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں پر یکساں ہے۔ اس لئے اچھوت ادھار کے کارکنوں پر یہ لازم نہیں ہے۔ کہ وہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں میں کھان پان اور رشتہ کی طرف متوجہ ہوں۔“ (پرتاپ ۷۔ نومبر)

مطلب صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ گاندھی جی باوجود اچھوت اقوام سے ہمدردی رکھنے اور ان کی خیر خواہی کے اتنے بلند بانگ دعوے کرنے کے اس بات کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں میں کھان پان اور رشتہ ناطہ کے تعلقات گوارا کر سکیں۔ وہ کھلم کھلا یہ تلقین کر رہے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک یہ باتیں اچھوت ادھار کی تحریک کا حصہ ہی نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے کوشش کرنے کی وہ کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ گویا کھان پان۔ اور رشتہ ناطہ کے لحاظ سے اچھوت اقوام کو وہ اب بھی ایسا ہی ناپاک اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ قدامت پسند ہندو سمجھتے ہیں۔ اور ان پابندیوں کو وہ آئندہ بھی جاری رکھنے کے حق میں ہیں ۔

اچھوتوں کو جذب کر لینے کی چال

لیکن اس کے باوجود وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام کا نام و نشان مٹا کر انہیں ہندوؤں میں جذب کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دوسرے اعلان میں صاف طور پر اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا اور لکھ دیا ہے۔ کہ

”جس بات کی مجھے ضرورت تھی۔ اور جو کچھ میں اب بھی چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ اچھوت اعلیٰ ذات کے ہندوؤں میں مکمل طور پر جذب ہو جائیں۔“ (پرتاپ ۹ نومبر)

اپنی ہستی کے قیام کا احساس

یہ ہے وہ مقصد اور مدعا۔ جو گاندھی جی ایک طرف تو اچھوتوں کی ہمدردی۔ اور خیر خواہی کا نقاب اوڑھ کر اور ان کی خاطر فاقہ کشی کرنے کی دھمکی دے کر۔ اور دوسری طرف ہندو دھرم کے احکام کو پس پشت ڈال کر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر اچھوت اقوام میں اپنی تباہی اور اپنی ہستی کو کھو کر ہندوؤں میں جذب ہو جانے کے خطرہ کا احساس پیدا ہونا بالکل قدرتی امر ہے۔ اور یہ احساس ان میں گاندھی جی کے برت کے اعلان پر فوراً پیدا ہو گیا ۔

ڈاکٹر امبیدکر کا اعلان

چنانچہ اچھوتوں کے سب سے بڑے لیڈر ڈاکٹر امبیدکر جن کی لیڈری کو گاندھی جی پونا پیکٹ کے وقت تسلیم کر چکے۔ اور جن کی شرافت اور جرأت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ انہوں نے گاندھی جی کے دوبارہ برت رکھنے کی دھمکی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا :-

”یہ معلوم کر کے مجھ کو بہت تکلیف ہوئی ہے۔ کہ گاندھی جی پھر برت رکھیں گے۔ اس برت میں بہت خطرہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کا قدامت پسند طبقہ جس کے خلاف یہ برت رکھا جاتا ہے۔

شائد مہاتما جی کے ضمیر کی آواز کی پرواہ نہ کرے۔ میں یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ گاندھی جی کے لیے یہ ضروری ہے۔ کہ مندروں میں داخلہ کے چھوٹے سے سوال پر اپنی زندگی خطرہ میں ڈالیں۔ مندر میں داخلہ کا سوال حقیقت میں دلت جاتیوں کی مجلسی اور اقتصادی بہبودی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اگر مجلسی ترقی کے دیگر دروازے اچھوتوں پر کھول دیئے جائیں۔ تو وہ شائد مندروں میں داخلہ کے حق کو چھوڑ بھی دیا اگر گاندھی جی۔ اور دوسرے کانگرسی جو چھوت چھات کو لعنت خیال کرتے ہیں۔ اچھوت پن کے خلاف پیدا شدہ موجودہ پبلک رائے کو یہ دیکھنے کے لئے استعمال کریں۔ کہ اچھوتوں کے ساتھ ہر ایک پیشہ میں مساوی سلوک ہو۔ تو یہ دلت جاتیوں کی حقیقی سیوا ہوگی"۔ (پرتاپ ۹ - نومبر)

گاندھی جی کا جواب

گاندھی جی نے اچھوتوں کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں میں جذب کرنے کے لئے ڈھونگ رچانے کا جو اعلان کیا۔ اس کی قلعی ڈاکٹر امبیدکر نے کھول کر رکھدی ہے۔ اور گاندھی جی ڈاکٹر امبیدکر کے مذکورہ بالا اعلان کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکے۔ کہ

"دلت لوگوں کو اس وقت تک اطمینان نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام مندر کے دروازے ہری جنوں کے لئے کھل نہیں جاتے"۔ (ملاپ ۱۰ - نومبر)

لیکن ظاہر ہے۔ کہ ڈاکٹر امبیدکر کے مقابلہ میں یہ بے دلیل دعوے کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے۔ ڈاکٹر امبیدکر جب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اچھوت اقوام مندروں میں داخلہ کے حق کو چھوڑ دینے کے لئے تیار ہیں تو پھر بھی اپنی بات پر اڑے رہنا خواہ مخواہ کی ہٹ دھرمی ہے۔

اچھوتوں کے مطالبات

ڈاکٹر امبیدکر نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کو ایک چھوٹا سا اور بہت معمولی سوال قرار دیا ہے۔ اور اس کی بناء پر گاندھی جی کا اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنا فضول بتایا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ اگر گاندھی جی کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایسا کام کریں۔ جو اچھوتوں کی مجلسی اور اقتصادی بہبودی سے تعلق رکھتا ہو۔ ایسی حالت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر گاندھی جی گورو دیور مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کی خاطر جان بھی دے دیں تو اس کی اچھوت اقوام کی نگاہ میں کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی۔ جب اچھوت اقوام کی طرف سے ایسے صاف اور واضح الفاظ میں گاندھی جی کو ان کے برت کے فضول اور بے نتیجہ ہونے کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ تو کیا ان کا فرض نہیں ہے۔ کہ فاقہ کشی کے ذریعہ جان دے دینے کی دھمکی سے دست بردار ہو جائیں۔ اور ایسی راہ اختیار کریں جس کے مفید ہونے کا اچھوت اقوام کو اعتراف ہو۔ لیکن چونکہ گاندھی جی کے مد نظر اچھوتوں کو کوئی معمولی سا فائدہ پہونچانا بھی نہیں۔ بلکہ وہ صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ "اچھوت اعلےٰ ذات کے ہندوؤں میں مکمل طور پر جذب ہو جائیں گے" اس لئے ممکن نہیں۔ کہ جن امور کا مطالبہ ڈاکٹر امبیدکر نے اچھوتوں کی طرف سے کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی وہ پورا کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان کے مقابلہ میں گاندھی جی نے جو خود سرانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ وہ ہمارے دعوے کی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے

دھمکی کا انجام

غرض ایسی صورت میں جبکہ ایک طرف تو راسخ الاعتقاد ہندو مندروں میں اچھوتوں کے متعلق گاندھی جی کی دھمکی کو اپنے مذہب میں ناقابل برداشت دست درازی قرار دے کر اس کے خلاف پر زور آواز بلند کر رہے ہیں۔ اور گاندھی جی کو ناکام بنانے کے لئے جانیں تک دینے پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اچھوت اقوام مندروں میں داخلہ کو کوئی وقعت نہ دیتی ہوئی گاندھی جی کی جد و جہد کو فضول بتا رہی ہیں۔ اس کا جو بھی نتیجہ رونما ہو کسی معقول انسان کے نزدیک اس کی کچھ قدر و قیمت نہ ہوگی اگر مالابار کے ایک مندر کا دروازہ تھیلوں اور پہانوں سے اچھوتوں کے لئے کھول بھی دیا گیا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں بن سکیگا۔ کہ اعلیٰ ذات کے ہندو اچھوتوں کے ساتھ ہر معاملہ میں مساوی سلوک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ اچھوت یہ تسلیم کرلیں گے کہ مندروں میں داخلہ ان کی مجلسی اور اقتصادی بہبودی سے کچھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اگر گاندھی جی کو اپنی جان ناکامی کی دیوی کی بھینٹ کرنی پڑی۔ تو بھی اسکی کوئی وقعت نہ سمجھی جائے گی ؂

الہ آباد کانفرنس اور نیشنلسٹ مسلمان

سمجھ میں نہیں آتا۔ الہ آباد کانفرنس میں مسلسل کئی دن کی جد و جہد کے بعد جو فیصلے کئے گئے ہیں۔ ان پر کانفرنس میں شریک ہونے والے ہندو اور مسلمان کیوں خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور اپنی کامیابی کے گیت گا رہے ہیں۔ لکھنؤ میں نیشنلسٹ مسلمانوں نے جو فیصلہ کیا تھا۔ اور جسے ہندوؤں سے سمجھوتہ کی بنیاد قرار دیا تھا۔ وہ بالفاظ مولوی ظفر علی یہ تھا۔ کہ

"نیشنلسٹ جماعت کے قائد اعظم ہونے کے لحاظ سے مولانا ابو الکلام آزاد نے یقین دلایا۔ کہ مسلمانوں کے شہرہ آفاق چودہ مطالبات میں سے طریق انتخاب کو چھوڑ کر باقی تیرہ مطالبات میں اگر ہندوؤں نے ایک نقطہ اور ایک شوشہ کی بھی کمی کی تو نیشنلسٹ جماعت ان کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گی"۔ (زمیندار ۲۶ / اکتوبر)

لیکن الہ آباد میں جو کچھ ہوا۔ اس کی تفصیلات کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ اور اسلامی نقطہ نگاہ سے نہیں۔ بلکہ متعصب ہندوؤں کے زاویہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے۔ تو وہ بالفاظ "پرتاپ" ۱۶ / نومبر یہ ہے۔ کہ :-

"لکھنؤ کے ۱۳ مطالبات کی پابندی لازمی نہیں تھی۔ یہ درست ہے۔ کہ مجموعی طور پر مسلمانوں کے ۱۳ مطالبات مان لئے گئے ہیں۔ لیکن کچھ ترمیمات کے ساتھ۔ ہندوؤں اور سکھوں کے لیڈروں نے بھی اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کی ہے"۔

گویا مسلمانوں کے وہ ۱۳ مشہرہ آفاق مطالبات جن کے متعلق انہوں نے لکھنؤ میں یہ طے کیا تھا۔ کہ ان میں ایک لفظ اور ایک شوشہ کی کمی بھی برداشت نہ کریں گے۔ اول تو ان کی پابندی لازمی نہ رہی۔ اور پھر ان میں ہندوؤں اور سکھوں کے لیڈروں نے ایسی ترمیمات کر دیں۔ جن کی وہ اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے ضرورت سمجھتے تھے۔ ایسی حالت میں الہ آباد کانفرنس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کو اپنی ناکامی و نامرادی کی وجہ سے ڈوب مرنا چاہیئے۔ نہ کہ بیہودہ طور پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ معلوم نہیں۔ یہ لوگ اتنی جلدی اپنے قول و قرار کیوں بھول جاتے ہیں۔ وہی مولوی ظفر علی جو ۱۳ مطالبات میں ایک شوشہ کی کمی برداشت نہ کرنے کا اعلان کر رہے تھے۔ الہ آباد میں ان مطالبات کی مٹی پلید کرانے کے بعد اب کہہ رہے ہیں :-

مل گیا دولت گم گشتہ کا سنگم میں سراغ
ہم گدایان حرم خانم جم سے کے چلے

جن لوگوں کی یہ حالت ہو۔ ان کا اپنے متعلق یہ خیال کہ جو کچھ آنکھیں بند کر کے وہ منظور کر لیں گے۔ ہندوستان کے مسلمان اسے بلا چون و چرا مان لینگے۔ محض فریب نفس ہے۔ اور اس کی حقیقت بہت جلد ان پر ظاہر ہو جائے گی ؂

حادثہ بڈھلاڈا کے متعلق مکمل رپورٹ

بڈھلاڈا ضلع حصار کے خونچکاں حادثہ کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پہونچی۔ اور اس علاقہ کے مسلمانوں نے حضور سے امداد کی درخواست کی۔ تو حضور نے دریافت حالات کے لئے صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے سابق مسلم مشنری انگلستان کو وہاں بھیجا۔ صوفی صاحب موصوف نے نہایت تحقیق و تفتیش سے نہ صرف تازہ حادثات کے متعلق حالات فراہم کئے۔ بلکہ اس سازش کو بھی پایہ ثبوت تک پہونچا دیا۔ جو ایک عرصہ سے اس علاقہ کے کمزور و بے کس مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں نے نہایت منظم طور پر کر رکھی ہے۔ اور جس نے حال میں بڈھلاڈا اور تلونڈی کے بے قصور اور بے کس مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کے لئے قیامت برپا کر دی"۔ جناب صوفی صاحب کی مرتبہ رپورٹ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور پیش کی ہے۔ نہایت مکمل اور گہری تحقیقات پر مبنی ہے۔ جو انشاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے عظیم الشان نشانات

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

جب اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے کسی مامور کو بھیجتا ہے تو اس سے کلام کرتا ہے۔ وہ کلام جو اللہ تعالیٰ اپنے مامور کے ساتھ کرتا ہے۔ کوئی

معمولی کلام نہیں

ہوتا۔ وہ کوئی ایسا کلام نہیں ہوتا۔ جو خاموشی میں گزر جائے جس کا سوائے اس کے اور کوئی ثبوت نہ ہو۔ کہ وہ مامور کہتا ہے کہ مجھے خدا الہام کرتا ہے۔ یا خدا مجھے وحی کرتا ہے۔ یا آج مجھے یہ الہام ہوا۔ اور کل مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ بلکہ وہ نہایت ہی زبردست کلام ہوتا ہے۔ جیسا خدا

زمین و آسمان کا خدا

زبردست ہے۔ اسی طرح اس کا کلام بھی زبردست ہوتا ہے اور وہ کلام اگرچہ ہم اپنے کانوں سے خدا کی طرف سے نہیں سنتے بلکہ مامور کی زبان سے سنتے ہیں۔ لیکن وہ کلام دنیا کو ہلا دیتا ہے زمین و آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ وہ ایک زلزلہ ہوتا ہے۔ جس سے زمین و آسمان جنبش میں آجاتے ہیں۔ وہ خدا کی آواز ہوتی ہے جو اس مامور کے مونہہ سے نکل کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاتی ہے۔ مامور ہمیں بتاتا ہے۔ کہ وہ کلام نہایت شوکت کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ اور یہ تو ہم اس کے مونہہ سے سنتے ہیں لیکن ہم ظاہر میں بھی اس کی

شوکت کے نشانات

دیکھتے ہیں۔ جس طرح مامور بیان کرتا ہے۔ کہ وہ کلام شوکت سے نازل ہوتا ہے۔ اسی طرح اسے شوکت سے پورا ہوتے ہم خود دیکھتے۔ اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور جب وہ مامور کہتا ہے۔ کہ مجھے خدا کہتا ہے کھڑا ہو۔ اور دنیا کی ہدایت کی طرف متوجہ ہو اور جب وہ دعوے کرتا۔ اور لوگوں کو اپنی آواز سناتا ہے۔ تو

پہلی علامت

اس کے سچا ہونے کی اور اسبات کی کہ واقعی یہ آواز خدا کی طرف سے آئی ہے۔ یہ ہوتی ہے۔ کہ شیطان اور اس کا تمام لشکر شیطان اور اس کی تمام ذریت اس کے مقابلہ کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے دنیا میں ایک شور مچ جاتا ہے۔ اور لوگ اپنا سارا زور اس کے مقابلہ کے لئے صرف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ دلیل ہوتی ہے اور یہ علامت ہوتی ہے اسبات کی۔ کہ واقعی وہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ جو

خدا کا راندہ ہوا

ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ مدعی ماموریت خدا کی طرف سے نہ ہو۔ تو شیطان کو کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ مقابلہ کے لئے کھڑا ہوتا۔ پس پہلی علامت اس کلام کے سچا ہونے کی یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کی اشاعت پر دنیا میں ہل چل مچ جاتی ہے۔ دنیا میں شور پڑ جاتا ہے۔ اور

شیطان اور اسکے تمام مظاہر

اپنی اپنی جگہ پورا زور لگاتے ہیں۔ تاکہ اسے دنیا میں قبولیت حاصل نہ ہو۔ وہ دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ یہ شخص جو خدا کی طرف سے کھڑا ہوا ہے۔ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ لوگ اس کی آواز نہ سنیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ ہدایت پا جائیں۔ یہ شیطان کا کھڑا ہونا۔ اس کے لشکر کا کھڑا ہونا۔ اور مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ واقعہ میں مامور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اس کے وقت میں بعض اور مدعی بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی ان میں سے کہتا ہے۔ میں موسیٰ ہوں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں عیسٰے ہوں۔ کوئی کہتا ہے۔ میں ابراہیم ہوں۔ اور کوئی کہتا ہے۔ کہ میں اللہ کا برحق رسول ہوں۔

غرض اس کے وقت میں اور بھی

جھوٹے مدعی

پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کی آواز پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ وہ گمنامی میں اٹھتے ہیں۔ اور گمنامی میں ہی مر جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں بھی بیسیوں ایسے آدمی کھڑے ہوئے مگر دنیا کو معلوم تک نہیں ہوا۔ کہ وہ کہاں پیدا ہوئے کہاں رہے اور کہاں مر گئے۔ مگر ایک شخص خدا کی طرف سے آتا ہے۔ اس کے آنے پر ایک تہلکہ مچ جاتا ہے کیوں اس لئے کہ تا لوگ مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ کہ ایک تو وہ مدعی ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ کیونکہ شیطان اور اس کے لشکر کو ان کی طرف سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ وہ گمنامی میں پیدا ہوتے ہیں۔ گمنامی میں رہتے ہیں۔ گمنامی میں اٹھتے ہیں۔ اور گمنامی میں ہی اس دنیا سے گزر جاتے ہیں۔ مگر وہ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے آنے پر

دنیا میں شور

پڑ جاتا ہے۔ ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ غرض یہ پہلی علامت ہوتی ہے سچے مامور کی؎

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ جو بات وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کہتا ہے۔ زمین و آسمان اسے پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ زمین و آسمان کے خدا کا کلام ہے چونکہ دنیا کی تمام چیزیں

اللہ تعالےٰ کی مخلوق

ہیں۔ اس لئے وہ سب کی سب اس کے کلام کو پورا کرنے میں لگ جاتی ہیں؎

دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے۔ گزشتہ زمانہ کے ماموروں کے حالات پڑھنے کی ضرورت نہیں

ہم نے خود ایک مامور کو دیکھا

ہے۔ ہم نے خود اس کے نشانوں کو دیکھا ہے۔ اور وہی اس امر کے سمجھنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ وہ مامور جب کھڑا ہوا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے اپنے کلام سے حصہ دیا ہے۔ منجملہ اور الہامات کے ایک الہام اس نے یہ سنایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ ویاتون من کل فج عمیق یعنے دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ وہ تنہا ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ وہ گمنام ہے۔ وہ کمزور ہے۔ مگر کہتا ہے خدا مجھے کہتا ہے۔ وہ خدا جس نے مجھے کھڑا کیا۔ یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس الہام کے بعد سب لوگ مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں مولوی لوگوں سے کہتے ہیں کہ اس کے پاس مت جاؤ۔ پنڈت کہتے ہیں۔ اس کے پاس مت جاؤ۔ گدی نشین کہتے ہیں۔ اس کے پاس مت جاؤ

دنیا کے عقلمند

اس کو پاگل کہتے ہیں۔ دنیا کے دانا اسے جاہل قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ خدا جس نے آسمان سے اس پر اپنا کلام نازل کیا۔ باوجود اس مخالفت کے لوگوں کو کھینچ کھینچ کر آپ کے پاس لاتا ہے دشمن آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ مولوی

راستوں پر کھڑے ہو کر

آپ کے پاس آنے والے لوگوں کو روکتے ہیں۔ لیکن خدا کے فرشتے

لوگوں کو کھینچ کر آپ کے پاس لائے۔ اور اس طرح خدا کا فرمودہ پورا ہوا۔ اس زمانہ کے مامور نے جب یہ کہا۔ تو لوگ

کفر کا فتوےٰ

لیکر کھڑے ہو گئے۔ سارے ہندوستان میں اس فتوے کو لیکر پھرے۔ اور عرب سے فتویٰ منگایا۔ مگر باوجود ان تمام مخالفانہ کوششوں کے دنیا جھک کر آپ کی طرف آ گئی۔ مخالفوں میں سے کوئی کامیاب نہ ہوا۔ ان کی ساری کوششیں دھری رہ گئیں۔ اللہ تعالےٰ مدراس سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو۔ آسام سے غلام امام صاحب کو افغانستان سے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو لایا۔ اسی طرح اور بہت سی

سعید روحیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حلقہ بگوش ہو گئیں۔ تمام مخالف زور لگاتے۔ اور آپکے پاس آنے سے لوگوں کو روکتے رہے مگر اس کے مقابلہ میں خدا کے فرشتوں نے بھی زور لگایا۔ وہ کھینچ کھینچ کر آپ کے پاس لوگوں کو لاتے رہے۔ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ جو بات آپ نے کہی۔ وہ دنیا میں پوری ہو کر رہی۔ اسی طرح فرمایا خدا نے مجھے کہا ہے لا تصعر خدک للناس ولا تسئم من الناس یعنے اس کثرت سے لوگ تیرے پاس آئیں گے کہ قریب ہے۔ تو ان سے ملتے ملتے تھک جائے۔ اور ان کی برداشت نہ کر سکے۔ مگر ہم تجھے کہتے ہیں۔ کہ ان سے

محبت کے ساتھ پیش آنا

اور ملاقات سے اکتانا نہیں۔ غرض خدا نے خبر دی تھی۔ کہ کثرت سے لوگ ملنے کے لئے آئیں گے۔ اور باوجود لوگوں کی مخالفت کے۔ باوجود لوگوں کی دشمنی کے۔ باوجود ان کی سر توڑ کوششوں کے۔ اور باوجود ان کا سارا زور صرف کرنے کے اس بات کو سچا کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ ہر سال

جلسہ سالانہ کے موقع پر

بڑی کثرت کے ساتھ لوگ آتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ مخالفوں کی کوششیں ابھی تک جاری ہیں۔ مگر ہر سال خدا تعالےٰ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لاتا ہے۔ اور اس طرح ثابت کرتا ہے۔ کہ میں خود

دلوں پر تصرف

رکھتا ہوں۔ اور خواہ لوگ ہزار کوششیں کریں۔ کہ یہ باتیں پوری نہ ہوں۔ مگر چونکہ میرا کلام ہے۔ اس لئے پورا ہو کر رہیگا

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ جو بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مونہہ سے نکلی۔ وہ پوری ہو کر رہی۔ آپ نے کہا تھا میں نے

رویا میں دیکھا

ہے۔ کہ پنجاب کے مختلف حصوں میں فرشتے

نہایت ہی بدشکل پودے

لگا رہے ہیں۔ میں نے ان لگانے والوں سے پوچھا۔ یہ کس چیز کے پودے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ یہ طاعون کے ہیں۔ جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ آپ نے یہ بات شائع کر دی۔ مگر چند سال تک طاعون نہ آئی۔ لوگوں نے آپ پر ہنسی اڑائی اور کہنے لگ گئے کہاں ہے وہ طاعون جس کے پودے لگائے گئے تھے۔ آخر دنیا نے دیکھا۔ کہ وہ پودے کس طرح بڑھے اور پھیلے۔ اور کس طرح طاعون نے دنیا میں تباہی مچا دی۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہوا۔ کہ قادیان میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر جو پیشگوئی کی تھی۔ وہ کس عظمت و ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی۔ خدا نے پیشگوئی کے بعد تین سال لوگوں کو موقع دیا۔ کہ وہ اپنے افعال بد سے باز آ جائیں۔ مگر انہوں نے بجائے فائدہ اٹھانے کے ہنسی کی۔ اور تمسخر اڑایا۔ تب نہایت خطرناک طور پر وہ پودے اگے۔ اور ان کے زہریلے اثر نے لوگوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح وہ بات پوری ہوئی۔ جو خدا نے آپ سے کہی تھی۔

اسی طرح اس نے کہا تھا

بنگالیوں کی دلجوئی

کی جائے گی۔ اور تقسیم بنگالہ کے متعلق جو فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے بنگالیوں نے ایجی ٹیشن شروع کر دی تھی۔ اس میں ترمیم کی جائے گی۔ جب یہ فیصلہ ہوا۔ تو بنگالیوں نے پورا پورا زور لگایا۔ کہ وہ بدل جائے۔ مگر ہر ایک جگہ سے یہی جواب ملا۔ کہ یہ

اٹل فیصلہ

ہے۔ ایک وائسرائے آیا۔ اس نے کہا۔ یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا۔ دوسرا آیا۔ اس نے کہا۔ یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا۔ آخر پارلیمنٹ میں یہ معاملہ پہنچایا گیا۔ وہاں سے بھی بنگالیوں کو مایوس لوٹنا پڑا آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بنگالی خود بھی مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب ہماری دلجوئی نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے کہا تھا۔ ان کی دلجوئی کی جائے گی۔ اب دیکھو اللہ تعالےٰ نے کس طرح اپنے پیارے کی بات پوری کی۔ اللہ تعالےٰ نے اس بات کو پورا کرنے کے لئے

ملک معظم

کو منتخب کیا۔ اگرچہ ظاہر میں جتنے سامان تھے۔ وہ بنگالیوں کے خلاف تھے۔ اور ہر ایک وائسرائے سے لے کر پارلیمنٹ تک نے نفی میں جواب دیدیا تھا۔ اور خود ان کو بھی مایوسی ہو گئی تھی۔ مگر جب وہ

قطعاً مایوس

ہو چکے۔ جب کامیابی کے تمام ظاہری دروازے ان کے لئے بند ہو چکے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کی بات کو پورا کیا۔ انگریز کئی سو سال سے ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کو آئے قریباً تین سو سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اور ان کے کئی بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے۔ مگر ایک بادشاہ بھی ہندوستان میں نہ آیا۔ ملکہ بھی جو ہندوستان سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ انہیں بھی خیال نہ آیا۔ کہ میں ہندوستان دیکھوں۔ مگر جب شاہ جارج تخت پر بیٹھے تو انہیں خیال آیا۔ کہ میں خود جاؤں۔ اور ہندوستان میں اپنی

تخت نشینی کی رسوم

ادا کروں۔ دراصل انہیں کس نے ہندوستان میں بھیجا۔ اسی خدا نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات پوری کرنی تھی۔ ملک معظم دہلی آئے۔ اور انہوں نے اس فیصلہ میں ایسی ترمیم کر دی۔ جس سے بنگالیوں کی دلجوئی ہو گئی۔

غرض خدا اپنی بات کو پورا کرنے کے لئے لنڈن سے ملک معظم کو لایا۔ تا

پایۂ تخت دہلی

میں وہ ظاہر کریں۔ کہ خدا کی بات جو مسیح موعود علیہ السلام پر اتری وہ درست ہے۔ غرض غور کرو زمین کا ذرہ ذرہ کس طرح خدا تعالےٰ کی ان باتوں کو پورا کرنے میں لگا ہوا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں ؛

پھر ایک اور الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سنایا کہ

تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد

یعنے ایران کے بادشاہ کے محل میں زلزلہ آ گیا۔ اس الہام کے چند سال بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں ایران میں ایسا زلزلہ آیا۔ کہ بادشاہ کو اپنا محل اور تخت چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اور اسے یورپ میں پناہ لینی پڑی۔

غور کرو

ایک کمزور انسان

کہتا ہے۔ تزلزل در ایوانِ کسریٰ افتاد۔ یہ بات کسی معمولی انسان کے متعلق نہیں کہتا۔ بلکہ ایک بادشاہ کے متعلق کہتا ہے۔ کسریٰ جو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس کے ایک جانشین کی نسبت کہتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے

شاہِ ایران

کے محل میں تہلکہ مچ جائے گا۔ آخر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور بادشاہ کو بھاگنا پڑتا ہے۔ وہ محل کو چھوڑتا ہے۔ وہ تخت کو چھوڑتا ہے۔ اس کے لئے اپنے ملک میں کوئی امن کی جگہ نہیں رہتی۔ اس لئے وہ بھاگ کر یورپ چلا جاتا۔ اور وہاں جا کر پناہ لیتا ہے ؛

پھر ایک اور مثال دیکھو۔ قادیان میں ایک دفعہ

روم کا سفیر

آیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا۔ آپ نے اس کو اصلاح کے لئے چند نصائح فرمائیں۔ اور ان خطرات سے آگاہ کیا۔ جن میں حکومت ترکی مبتلا تھی۔ ہندوستان کے لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو وہ بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے کہا

کہ ہمارے

خلیفۃ المسلمین

کو برا بھلا کہا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر ایک اشتہار شایع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے سفیر روم کو جو کچھ کہا محض ہمدردی کے طور پر کہا۔

سلطان روم کے خلاف

میں نے کچھ نہیں کہا۔ مگر اسی میں آپ نے یہ بھی لکھا۔ کہ خواہ کوئی بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ جو مجھ سے تعلق پیدا نہیں کرے گا۔ کاٹا جائیگا۔ لوگ کہتے تھے۔ یہ

سلطان روم کی ہتک

کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے کوئی ہتک نہیں کی۔ میں نے تو محض ہمدردی سے اسے چند باتیں کہیں۔ اور کہا تھا۔ کہ اگر تم اپنے

ملک کی بہتری

چاہتے ہو۔ تو اصلاح کرو۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جو میرے ساتھ نہ ہوگا۔ خواہ وہ سلطان ہی کیوں نہ ہو۔ کاٹا جائے گا۔ اب دیکھو وہ خلیفۃ المسلمین کہاں گیا۔ اس کے پیچھے ایک اور کو برائے نام خلیفہ بنایا گیا تھا۔ لیکن وہ بھی ہٹا دیا گیا ٭

اب سوچو وہ خلیفۃ المسلمین جس پر جان دینے کے لئے لاکھوں مسلمان تیار تھے۔ آج اس کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ اور خدا نے اپنے زبردست ہاتھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو پورا کیا۔ کہ جو میرے ساتھ نہ ہوگا۔ خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ کاٹا جائیگا۔

پھر آپ نے فرمایا۔ میں شہروں کو گرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ اور

خون کی نہریں

چلتی دیکھتا ہوں۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا۔ خدا نے اسے کس طرح پورا کیا۔ دنیا میں ایسی جنگ ہوئی۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ کئی سال تک یہ جنگ ہوتی رہی ملک اس سے تباہ ہو گئے۔ شہر اس سے اجڑ گئے۔ اور انسانوں کے خون کی ندیاں بہ گئیں ٭

پھر میں کہتا ہوں۔ وہ کلام جو اللہ تعالےٰ اپنے مامور پر نازل کرتا ہے۔ معمولی کلام نہیں ہوتا۔ وہ ایسا کلام نہیں ہوتا۔ جو خاموشی کے ساتھ گزر جائے۔ بلکہ جس طرح خدا زبردست اور شان وشوکت والا ہے۔ اسی طرح اس کا کلام بھی

نہایت زبردست

اور شان وشوکت کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ

جب جنگ ہوگی

تو ایک طرف روس ہوگا۔ اور ایک طرف انگریز۔ پھر آپ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں۔ کہ چونکہ انگریز ہمارے محسن ہیں۔ اس لئے خدا ان کو فتح دے۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی الہام شائع کیا۔ کہ ؎

✱ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اب دیکھو۔ وہ جنگ ہوئی۔ اور آپ نے دیکھ لیا۔ کہ وہ زار جو نہایت ہی زبردست سلطنت کا مالک تھا۔ ایسا ذلیل ہوا۔ کہ دنیا کی تاریخ میں اس جیسی

ذلیل موت

اور کسی بادشاہ کی نہیں ہوئی۔ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو۔ جس طرح زار کا حال زار ہوا۔ اس طرح کا برا حال اور کسی بادشاہ کا نہیں ہوا۔ پس خدا نے اس زبردست بادشاہ کو گرا دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات پوری ہو۔ پھر وہ جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں یورپ کے

کئی بادشاہوں کے تخت

الٹ گئے۔ وہ قیصر بھی جس کی دھوم گاؤں گاؤں میں مچی ہوئی تھی۔ آخر اسے بھی اپنے تخت سے دست بردار ہو کر بھاگنا پڑا۔ لیکن اگر کسی بادشاہ کو حقیقی خوشی حاصل ہوئی۔ تو وہ ہمارا ہی بادشاہ تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا تھی۔ کہ خدا ہمارے بادشاہ کو فتح دے۔

پس ہمارے بادشاہ نے

خوشی کے جشن

منائے۔ اور جبکہ اور بادشاہ غمگین تھے۔ ہمارا بادشاہ خوش تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے زبردست نشانوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بتا دیا۔ کہ یہ میرا مامور ہے۔ اور میں نے اسے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس جو بات ظاہری حالات کے لحاظ سے بالکل ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ وہ آخر میں ممکن ہو گئی۔ ہم

جنگ کے حالات

اخباروں میں پڑھتے تھے۔ اور ہمیں معلوم ہوتا تھا۔ کہ جرمنی افواج بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ انگریز اپنی فتح سے مایوس ہو چکے تھے۔ مگر مایوسی کی حالت میں خدا نے کہا۔ میں اپنے برگزیدہ کی بات کو پورا کر دوں گا۔ اور

انگریزوں کو فتح

دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ٭

اسی طرح فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ دنیا میں زلزلے آئیں گے۔ اور ایسے

شدید زلزلے

آئیں گے۔ کہ تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملے گی۔ یہ بات آپ نے نہایت سادہ الفاظ میں کہدی۔ مگر اس زمانہ کے حالات پڑھو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس

اعلان کے بعد

ہر حصۂ دنیا میں خطرناک زلزلے آئے۔ اور آتے بھی نہایت کثرت اور شدت سے۔ آخر لقین کیا گیا۔ کہ ایسے زلزلے آج سے پہلے کبھی نہیں آئے۔ دنیا نے خود تسلیم کیا۔ کہ یہ بے نظیر زلزلے ہیں۔ یکے بعد دیگرے اس کثرت سے زلزلے آئے۔ کہ لوگ حیران ہو گئے اور وہ خیال کرنے لگے۔ کہ شاید ہمارے لئے اب

امن کی کوئی جگہ

نہیں رہی ٭

غرض خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کی باتوں کو زبردست طاقت سے پورا کیا پس کلام جو مامور پر نازل ہوتا ہے۔ خدا اس کے ذریعہ ثابت کرتا ہے۔ کہ میں ہی اسے بھیجنے والا ہوں۔ اور یہ میرا

برگزیدہ بندہ

ہے۔ خدا تعالےٰ بتاتا ہے۔ کہ اسے کمزور نہ سمجھو۔ کیونکہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ مامور

خدا کی قرنا

ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ ہم خدا کی آواز سنتے ہیں۔ اور ان الہامات کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ یہی اس کے سچے ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ پس یاد رکھو۔ کہ

مامور کا کلام

معمولی کلام نہیں ہوتا۔ بلکہ اس آواز سے دنیا میں ایک ہلچل مچ جاتی ہے۔ اور ہر واقعہ اس کی بات کو پورا کرنے کے لئے ظہور میں آتا ہے۔ مامور کے آنے پر

دنیا کا نظام

بدلا جاتا ہے۔ دنیا کو تہ وبالا کر دیا جاتا ہے۔ شاہوں کو گدا اور گداؤں کو شاہ بنا دیا جاتا ہے ٭

اللہ تعالےٰ کا شکر کرنا چاہیئے۔ کہ اس نے ہمیں ایسے مامور کے دیکھنے اور قبول کرنے کی توفیق دی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسکی

پوری پوری اتباع

کی بھی توفیق عطا فرمائیے ٭

ایک استانی کی ضرورت

گرل مڈل سکول قادیان کے لئے ایک ایس۔ وی استانی کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار اور سند یافتہ کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستوں کے ساتھ سارٹیفکیٹس کی نقول بھی شامل ہونی چاہئیں۔ تمام درخواستیں پریذیڈنٹ کمیشن چودھری فقیر محمد صاحب کورٹ انسپکٹر رہتک کی خدمت میں بھیج دی جائیں

(ناظر تعلیم وتربیت قادیان)

فضیلت اسلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

خصائص اسلامی میں سے ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلام کا ہر حکم اپنی گوناگوں فضیلتوں اور متعدد خوبیوں کی وجہ سے دنیا کے مذاہب میں بے نظیر ہے۔ اور ہر شخص اگر غور کرے تو اس حقیقت کا اعتراف کریگا کہ اسلام نے جو بھی حکم دیا ہے وہ نہایت حکمتوں پر مبنی ہے۔ منجملہ دیگر تعلیمات کے ایک وہ تعلیم بھی ہے جو اسلام نے میل جول کے وقت اخوت باہمی بڑھانے کے لئے پیش کی۔

متمدن لوگوں کا دستور

متمدن لوگوں میں ہمیشہ ملاقات کے وقت زبان سے ایسے الفاظ ادا کئے جاتے ہیں جو ربط اور تعلق کے بڑھانے میں ممد ہوتے ہیں۔ سلام ہر ملک کے آداب خصوصی میں داخل ہے۔ اور ہر قوم اور ہر ملک میں ایسے الفاظ یا طریق مقرر ہیں جن سے ملاقات کے وقت اپنی قلبی کیفیات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسلام نے بھی اس امر کو کامل طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے ملاقات کے متعلق خصوصیت سے یہ حکم دیا ہے۔ کہ ایک مسلم دوسرے مسلمان کو السلام علیکم کہے۔ اور سلام مسنون کے بعد کوئی گفتگو شروع کرے۔

سلام مسنون کہنے کا طریق

حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر یعنی سوار پیادے کو پیادہ بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہت لوگوں کو السلام علیکم کہیں۔ اس حدیث میں بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ غریب امیر کو سلام کرے جیسا کہ فی زمانہ امارت کے نشہ میں چور ہونے والے اس امر کی آرزو رکھتے ہیں۔ کہ انہیں دوسرے سلام کہیں۔ بلکہ یہ تلقین فرمائی ہے۔ کہ سوار پیادے کو پیادہ بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہت لوگوں کو سلام کہیں خواہ وہ غرباء ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ مساوات اسلامی ہے جو اس کی فضیلت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں نے اس تعلیم کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ اگر غریب لوگ سلام کہیں۔ تو اپنے آپ کو بڑے سمجھنے والے سیدھے منہ جواب دینا بھی گوارا نہیں کرتے۔ وہ خیال کرتے ہیں ان کی عزت اور رتبہ اس سے بہت بلند ہے۔ حالانکہ اسلام نے اسے اہم ترین فریضہ قرار دیا ہے۔

اس میں شبہ نہیں اللہ تعالیٰ جب کسی کو بڑا بناتا ہے تو بوجہ اس کے کہ بہت لوگوں کی حاجات اس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ لوگ اسے سلام کہتے ہیں۔ لیکن ہر چیز اپنے دائرہ کے اندر اچھی لگتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی بات کے گھمنڈ کی وجہ سے دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا۔ اور ان کے سلام کا جواب دینا اپنے لئے عار سمجھتا ہے تو وہ سخت معیوب حرکت کرتا ہے۔

بڑوں کا چھوٹوں کو سلام کہنا

حدیثوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ چند لڑکوں کے پاس سے گذرے آپ نے انہیں السلام علیکم کہا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضروری نہیں ہمیشہ چھوٹا ہی بڑے کو سلام کہے بلکہ اگر بڑا اسلام میں سبقت کرے تو یہ بہت زیادہ خوبی کی بات سمجھی جائیگی۔

سلام کے متعلق اس اجمالی ذکر کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے تفصیلی طور پر چند امور کا ذکر کردیا جائے۔

مجلس میں آتے اور جاتے سلام کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی مجلس میں جائے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ السلام علیکم کہے۔ پھر اگر وہاں بیٹھنا چاہے۔ تو بیٹھا رہے مگر جب اٹھے گا۔ تو سلام کہکر آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام دو دفعہ کہنا چاہیئے۔ آتے وقت بھی اور جاتے وقت بھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بھی فرماتا ہے۔ فاذا دخلتم بیوتًا فسلموا علی انفسکم جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے اہل خانہ کو السلام علیکم کہو۔ اسی طرح مخاطب کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ سلام کا جواب دے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا۔ جب تمہیں سلام کا تحفہ پہنچایا جائے تو تم بھی جوابًا سلام یا اس سے زائد دعائیہ الفاظ شامل کرکے اسے کہو۔ تا باہمی مواخات کا سلسلہ ترقی پذیر ہو۔

دوبارہ ملاقات پر دوبارہ سلام کہنا

اسلام نے ایک اور ادب یہ سکھایا ہے کہ تھوڑے وقفہ کے بعد بھی اگر دو شخصوں کی پھر آپس میں ملاقات ہو جائے تو وہ دوبارہ ایک دوسرے کو سلام کہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینھما شجرۃ۔ یعنی جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں اور ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور بعد ازاں پھر ملیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ پھر ایک دوسرے کو سلام کہیں۔

خطوں میں سلام

ایک اور آداب اسلام نے یہ سکھایا کہ نہ صرف زبانی طور پر ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کیا جائے۔ بلکہ مکتوب لکھتے وقت بھی سلام لکھا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے خطوں میں سلام لکھا کرتے۔ لیکن اگر دوسرا مسلمان نہ ہوتا تو عمومًا سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ تحریر کیا دیتے چنانچہ متعلق بادشاہوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغی خطوط لکھے ان میں سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ہی لکھا ہے۔

عورتوں کو سلام

حضرت جریرؓ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ عورتوں کی جماعت کے پاس سے گذرے اور آپ نے انہیں سلام کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو بھی سلام کیا جا سکتا ہے۔

سلام کہنا فرض کفایہ ہے

سلام کے متعلق اسلام کی ایک تعلیم یہ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر ایک شخص جواب دیدے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھی جواب نہ دے تو سب قصور وار شمار ہونگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت اگر کہیں جائے تو اس میں سے ایک شخص کا ہی سلام کرنا کافی ہے۔ اسی طرح سننے والوں میں سے اگر ایک شخص جواب دیدے تو وہی سب کی طرف سے کافی سمجھا جائیگا لیکن اگر ہر شخص سلام کرے اور سلام کا جواب دے تو یہ بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

کافروں اور مسلمانوں کی مشترکہ مجلس کو سلام

اسلام نے اس سوال کو بھی حل کیا ہے کہ اگر کسی مجلس میں کچھ مسلمان اور کچھ غیر مذاہب والے ہوں۔ تو ان کو سلام کرنے کا کیا طریق ہونا چاہئے حضرت اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گذرے جس میں مسلمان مشرک بت پرست اور یہود سب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اس مجلس کو سلام کیا۔ ایک دفعہ چند یہود رسول کریم صلی علیہ وسلم کے پاس آئے اور آکر بجائے سلام کہنے کے السام علیکم کہا جس کے معنی لعنت کے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا برداشت نہ کرسکیں انہوں نے کہا۔ تم پر ہی ہلاکت و لعنت ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ رفق اختیار کرو اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے سنا نہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے انہوں نے کہا ہے السام علیکم۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے سنا اور میں نے بھی کہدیا ہے علیکم یعنی تمہارا کہا تم پر ہی پڑے۔

خالی گھر میں سلام

اہل خانہ کو سلام کہنے کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو اس وقت بھی السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصّٰلحین کہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں اور ملائکہ وغیرہ کو سلام پہنچ جائے۔ اسلام نے سلام کا جو طریق اختیار کیا وہ یہی ہے کہ زبان سے السلام علیکم کہا جائے۔ ہاتھ کا اشارہ سلام کیلئے ضروری نہیں۔ مصافحہ دوسری صورت ہے صرف سلام کہتے وقت ماتھے پر ہاتھ رکھنا یا جھک جانا اسلامی احکام نہیں ہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارہ سے سلام کرنا معیوب قرار دیا ہے۔

محبت بڑھانے کا ذریعہ

روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آداب اسلام میں سے کونسی بات زیادہ اچھی ہے آپ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا

ہندوستان بھر میں سیرت النبیؐ کے کامیاب جلسے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر ۶؍ نومبر کو ہندوستان کے طول و عرض میں اس کثرت سے جلسے منعقد ہوئے ہیں۔ کہ اگر ان کا ملخص شائع کیا جائے۔ تو بھی الفضل کے کئی مسلسل پرچے کفایت نہ کر سکینگے اس لئے اب صرف ان مقامات کے نام درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ جہاں جلسے منعقد ہوئے :-

(۱) راج پورہ ضلع گورداسپور (۲) کنگ ایڈورڈ ہوسٹل لاہور (۳) موضع ساعیلہ ضلع گوجرات (۴) منظفر گڑھ (۵) چودہری والہ ضلع گورداسپور (۶) ٹوپی (۷) بھرحد (۸) سامانہ (۹) لاہور چھاؤنی مردانہ و زنانہ جلسے (۱۰) موضع کریہہ وکریام زنانہ و مردانہ جلسے (۱۱) راہوں و نواں شہر ضلع جالندھر (۱۲) پاک پٹن (۱۳) محمود آباد (۱۴) شاہدرہ (۱۵) کپورتھلہ - (۱۶) ڈنگہ (۱۷) نور محل (۱۸) نوشہرہ ریاست جموں (۱۹) بھینی شرق پور (۲۰) بدوملہی (۲۱) مراد آباد (۲۲) محبوب نگر (دکن) (۲۳) سنگرور (۲۴) کھاریاں (۲۵) لوہراں (۲۶) گوگی ضلع گجرات (۲۷) ببب گڑھ زنانہ و مردانہ (۲۸) اکال گڑھ (۲۹) نابھہ (۳۰) چک راداس ضلع شاہ پور (۳۱) سکھر (۳۲) مٹھیانہ ضلع ہوشیارپور (۳۳) کیمل پور (۳۴) قلعہ صوبہ سنگھ (۳۵) سنور (۳۶) پنڈ دادن خاں (۳۷) ٹبالہ (۳۸) کوٹھول ضلع لائلپور (۳۹) گجرل ضلع گورداسپور (۴۰) جالندھر شہر (۴۱) روپڑ (۴۲) الہ آباد (۴۳) سارچور (۴۴) تامرکے (۴۵) دھاگجے و لنگروال ضلع گورداسپور (۴۶) خوردپور ضلع لاہور (۴۷) حافظ آباد (۴۸) بھیرہ (۴۹) دیوا سنگھ والا ضلع ملتان (۵۰) جلال پور جٹاں (۵۱) مونگ ضلع گجرات (۵۲) احمدی پور (۵۳) بھاگا بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ (۵۴) بنگہ (۵۵) ٹھکریوالہ متصل قادیان (۵۶) موسیٰ بن مانسہر (۵۷) بھوماں وڈالہ (۵۸) جام پور (۵۹) بہار شریف (۶۰) سرگودہا زنانہ و مردانہ جلسہ (۶۱) فیض اللہ چک و نوشہرہ مجھا سنگھ وتلونڈ والہ و ستکوہا ضلع گورداسپور (۶۲) گھٹیالیاں (۶۳) موضع سعیلہ ضلع جہلم (۶۴) ہنوں (۶۵) چک ۱۱-۷ ضلع منٹگمری (۶۶) سلانوالی (۶۷) شاہ جہان پور (۶۸) گوجرہ (۶۹) چک ایمرچ کشمیر (۷۰) جے پور (۷۱) رنگے نگر (۷۲) سری پارلاکیمڈی (۷۳) کرم پور (۷۴) کوٹ رانجھا (۷۵) رنیالہ خورد (۷۶) ہنڈی گھیب (۷۷) پائیل (۷۸) چک نمبر ۲۷۴ الف سندھ (۷۹) پنڈی بھٹیاں (۸۰) مزنگ و نواں کوٹ و نواں کوٹ راج گڑھ و سول کوارٹرز متصل لاہور (۸۱) لنگروال (۸۲) پنڈی چری (۸۳) تہال ضلع گوجرات (۸۴) کمال ڈیرہ سندھ (۸۵) نکودر (۸۶) چک $\frac{159}{E.B}$ متصل پاک پٹن (۸۶) مانسہ منڈی پٹیالہ (۸۷) عارف والا (۸۸) صالح نگر ضلع آگرہ (۸۹) کالا گوجراں (۹۰) ترنگ زنانہ مردانہ (۹۱) سنگرور (۹۲) مٹھہ ٹوانہ ضلع سرگودہا (۹۳) قوی کی ضلع بنوں (۹۴) چک ۳۳ جنوبی ضلع سرگودہا (۹۵) بستی پٹھاناں ریاست پٹیالہ (۹۶) بھیروچیچی ضلع گورداسپور (۹۷) جڑانوالہ (۹۸) دیال گڑھ ضلع گورداسپور (۹۹) امین آباد (۱۰۰) محلانوالہ امرتسر (۱۰۱) منٹگمری زنانہ و مردانہ جلسہ (۱۰۲) محالوں ضلع جالندھر (۱۰۳) دھرمسالہ (۱۰۴) میانوالی وخانانوالی وکوٹ باجوا ضلع سیالکوٹ (۱۰۵) قصور (۱۰۶) ٹھونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور (۱۰۷) شملہ (۱۰۸) اٹھوال ضلع گورداسپور (۱۰۹) سانڈھن (۱۱۰) مکندپور ضلع جالندھر (۱۱۱) ننکانہ صاحب (۱۱۲) کھوکھر والی (۱۱۳) کوہاٹ (۱۱۴) ہنسولہ (۱۱۵) گورداسپور (۱۱۶) لائلپور (۱۱۷) جوگندر نگر (۱۱۸) پاڈا انگ (سماٹرا) (۱۱۹) امروہہ (۱۲۰) لدھیانہ (۱۲۱) رائے کوٹ (۱۲۲) ممرات (۱۲۳) بڈھانہ ضلع مظفر گڑھ (۱۲۴) نوشہرہ چھاؤنی

مگاڈی (افریقہ) میں جلسہ

الحمد للہ کہ ابتداءً بعض روکوں کے باوجود سیرت النبیؐ کا جلسہ مگاڈی میں انجمن اسلامیہ کے زیر اہتمام بصدارت جنرل منیجر سوڈا کمپنی کامیابی سے منعقد ہوا۔ گو ہندوستانی کم آئے۔ مگر انگریزوں کی ایک تعداد شامل ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار کی تقریر انگریزی میں بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک دشمنوں کے ساتھ" ہوئی۔ اس کے بعد حاضرین کی سوڈا واٹر سے تواضع کی گئی۔ مسٹر سید احمد صاحب کی تقریر بھی انگریزی میں ہوئی جس میں آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کے حالات سنائے گئے۔ اور تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ عاجز کی طرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ خاکسار بدرالدین احمد

علماء انجمن حمایت اسلام بھٹنڈہ کی افسوسناک حالت

کارکنان انجمن حمایت اسلام بھٹنڈہ نے اپنی ۱۳ و ۱۴ نومبر کو منعقد ہونے والی کانفرنس میں احمدیوں کو اپنے عقائد کے اظہار کے لئے وقت دیا تھا۔ اور انجمن مذکور نے مقامی سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی تھی۔ مگر جب ہمارا نمائندہ پہنچا۔ تو انجمن مذکور کے کارکنان اور علماء نے اس کو اپنے خیالات کے اظہار کے لئے وقت دینے سے انکار کر دیا یہ وعدہ خلافی اور تنگدلی ہمارے لئے تو کسی قسم کے نقصان کا باعث نہ ہوئی۔ البتہ ان کی شکست کی ایک دلیل بن گئی

ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق شریعت اسلامیہ کے منافی۔ اور علمائے اسلام کہلانے والوں کے لئے شرم کا موجب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی قوم کو اپنے خیالات کے اظہار کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ نجران کے عیسائیوں کو مسجد میں صلیب رکھ کر عبادت کرنے کی اجازت فرمائی۔ مگر موجودہ زمانہ کے علماء جن کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر کاربند ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ ایک وعدہ کرتے ہیں۔ اور مدعو کرتے ہیں لیکن عین موقعہ پر انکار کر دیتے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ اُن انکار کرنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی اتنا خیال نہ آیا۔ کہ وہ اس انکار سے شریعت اسلامیہ کے علاوہ تقاضائے انسانیت کو بھی خیرباد کہہ رہے ہیں

اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ طبقہ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا مذہبی رہبر گردانتا ہے۔ اپنے نفع و نقصان کا احساس نہیں رکھتا اور یہ تباہی کی علامت ہے۔ بہی خواہان اسلام کو چاہیئے۔ کہ وہ اس قسم کے اندھوں کی تقلید سے جس قدر جلد ہو سکے۔ علیحدگی اختیار کرنے کی سعی کریں +

ہمارے مقابلہ میں علماء کہلانے والوں کا یہ طریق عمل کوئی نئی بات نہیں۔ یہ روزمرہ کی بات ہو چکی ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہماری ترقی کا یہ بھی ایک باعث ہے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

انجمن حنفیہ اسلام آباد کا سالانہ جلسہ

معزز و محترم بھائیو! انجمن حنفیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ نومبر ۱۹۳۲ء منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان بھائی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی تشریف آوری سے رونق جلسہ کو دوبالا فرمائے۔ بیرونجات کے اصحاب قبل از وقت اپنی تشریف آوری کی اطلاع سکرٹری استقبالیہ کمیٹی انجمن ہذا کے نام بھیجدیں۔ تاکہ ان کے ٹھہرانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ بیرونی اصحاب بستره اپنے ہمراہ لائیں۔ (منشی امیرالدین خان وائس پریذیڈنٹ انجمن و سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی انجمن ہذا)

وصیتیں

نمبر ۳۶۹۸:- میں اصغر علی ولد شیخ بدر الدین قوم شیخ قانونگو بھنڈاری۔ ساکن امینہ آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ حال مقیم قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت ایک پکا مکان واقعہ قصبہ امین آباد ہے جس کی مالیت تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ ہو گی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور مجھ کو مبلغ ۴۲ روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔ اس کا دسواں حصہ تازیست ماہوار ادا کرتا رہونگا اگر میں حصہ جائداد سے کوئی رقم ادا کروں۔ تو اس کی رسید حاصل کروں گا۔ جو حصہ جائداد کی رقم سے منہا ہو جائیگی نیز اگر میرے مرنے پر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ العبد:- اصغر علی احمدی گورنمنٹ پنشنر

گواہ شد:- عبد السمیع محلہ دار الفضل۔

گواہ شد:- ماسٹر مولا بخش مدرسہ احمدیہ قادیان

نمبر ۳۷۰۹:- میں مسمات غلام فاطمہ زوجہ مولوی نور محمد کھوکھر راجپوت عمر ۵۵ سال ساکنہ چک نمبر 9/5.R ڈاکخانہ چک نمبر 11-A/5.R تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) موجودہ جائداد ایک صد روپیہ حق مہر جو کہ ادا ہو چکا ہے۔ اور زیور ایک صد روپیہ کل دو صد روپیہ (۲) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

(۳) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:- موصیہ غلام فاطمہ

گواہ شد:- نور محمد شوہر موصیہ بقلم خود۔

گواہ شد:- غلام احمد پسر محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ بقلم خود

نمبر ۳۵۸۵:- میں ڈاکٹر عبد الغفور ولد حاجی نبی بخش قوم نراول عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکنہ اور تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد ایک مکان پختہ ہے۔ جس کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اس کے علاوہ ایک مکان مشترکہ ہے۔ جس کے میں نصف حصہ کا مالک ہوں۔ اس کے متعلق میں بھی اپنے حصہ کی ۱/۱۰ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ مذکور کے حق میں کرتا ہوں۔ اس مکان کی قیمت ایکہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں جائداد مذکور کی قیمت وصیت کردہ کا جزو یا کل داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو یہ رقم منہا کی جائیگی۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی اور جائداد میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن مذکور ہو گی۔ علاوہ ازیں اپنی آمدنی کا بھی تازیست ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ میرا پتہ مکمل ہے۔ اور غیر ممالک ملک جاوہ وغیرہ نہیں جایا کرتا ہوں۔

العبد:- ڈاکٹر عبد الغفور بقلم خود۔

گواہ شد:- غلام جیلانی خاں ولد شادی خاں سکنہ پنام

گواہ شد:- غلام قادر راجپوت سکنہ سنگڑوعہ ضلع جالندھر

نمبر ۳۵۸۳:- میں مسمی ولی محمد صابر ولد شیخ رکن دین قوم شیخ عمر ۲۱ سال سکنہ پھگواڑہ ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تقریباً ۳۲ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ فقط المرقوم ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء

العبد:- ولی محمد صابر ملازم قلعہ فیروزپور

گواہ شد:- محمد افضل احمدی او جلوی حال وارد فیروزپور

گواہ شد:- محمد عبد اللہ کلرک آرسنل فیروزپور

نمبر ۳۵۷۳:- میں جلال الدین ولد میاں پیر دین قوم موچی عمر ۲۱ سال سکنہ صریح ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵/۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تیس اور چالیس کے درمیان ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس وصیت کا نفاذ جنوری ۱۹۳۲ء کی تنخواہ سے ہو گا۔

العبد:- جلال الدین بقلم خود کلرک میگزین فیروزپور قلعہ

گواہ شد:- محمد عثمان احمدی کلرک آرسنل فیروزپور

گواہ شد:- محمد عبد اللہ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور

رجسٹرڈ پیلی بھیت کیوں مشہور ہو رہا ہے رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں بلبل اینڈ سنز پیلی بھیت کی مشہور دوا بہرا پن کی روغن کرامات دنیا میں پہنچی ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں۔

بلبل اینڈ سنز پیلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

بہرا پن

کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص مفت دوا ہے قیمت فی شیشی عہ۔ جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو۔ وہ خود یہاں آ کر علاج کرا سکتے ہیں۔ دھوکے دینے والے مکار ٹھگوں اور جعلساز نقالوں سے بچنا آپ کا فرض ہے۔

ہمارا پتہ یہ ہے:- کان کی دوا بلبل اینڈ سنز پیلی بھیت یو۔ پی

حیرت انگیز رعایت میں چار ماہ کا اضافہ

آزمائش کا مزید موقعہ

ہم نے جو اپنی مفید ترین ادویات کی شہرت کے لئے ان کی قیمتوں میں ۴ فی روپیہ کی غیر معمولی رعایت نومبر ۱۹۳۲ء تک کے لئے رکھی تھی اس کو جلسہ سالانہ اور ماہ رمضان کی آمد کی خوشی میں یکم مارچ ۱۹۳۳ء تک کیلئے اور مدت بڑھا دی ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب اس موقعہ کو غنیمت جان کر ان ادویات کا تجربہ کر لیں گے۔

دلکشا ہیر آئل یہ تیل کا تیل اور دوائی کی دوائی ہے۔ بالوں کو لمبا مضبوط اور ملائم کرتا ہے۔ گرنے اور سفید ہونے سے بچاتا ہے۔ چالیس سال سے پیشتر سفید ہوئے ہوئے بالوں کو اس کا متواتر استعمال جڑ سے سیاہ اگاتا ہے۔ دائمی سر درد۔ اور نزلہ کو یک دم دور کرتا ہے۔ اصل قیمت ۱۲ اونس کی شیشی کی عہ۔ رعایتی قیمت عہ۔ ڈاکٹر سید عزیز اللہ شاہ۔ فارسیٹ آفیسر تحریر فرماتے ہیں۔ جناب مینیجر صاحب دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان۔ السلام علیکم میں آپ کو اس امر کی اطلاع دینی نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کا دلکشا ہیر آئل ایک حیرت انگیز ایجاد ہے۔ میری بیوی جن کے بال تقریباً سب کے سب جھڑ گئے تھے۔ انہوں نے حسن اتفاق سے آپ کے تیل کے متعلق ایک دوسری لیڈی سے سن کر بطور آزمائش ایک شیشی آپ سے منگوائی۔ اس کے دو تین دن کے لگانے سے تسلی معلوم ہوئی۔ تو انہوں نے تین شیشیوں کا ایک سٹ اور آپ سے منگوایا۔ اب ایک ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔ ان کے لمبے گھنے اور ملائم بال آ گئے ہیں۔ میں آپ کو اس ایجاد پر جس کو کہ میں حیرت انگیز نام سے موسوم کرونگا۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ برائے مہربانی چھ شیشیاں اس تیل کی اور بھیج دیں۔

دلکشا سنون دانتوں کی کل امراض کو نافع۔ گوشت خورہ اور پائیوریا جیسی موذی مرض کو جڑ سے اکھیڑتا ہے۔ منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ اس سے دانتوں کی ہلتی ہوئی جڑیں دوبارہ مضبوط ہو جاتی ہیں۔ اصلی قیمت ۲ تولہ کی شیشی ۸ رعایتی قیمت ۶ ر۔ **ضروری اعلان** اس جگہ ہم یہ اعلان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ چیزیں جن کی قیمت ایک روپیہ سے کم ہے۔ مثلاً دلکشا سنون ان کی ایک شیشی کے بجائے دو شیشیوں کا آرڈر دینا زیادہ مفید ہوگا۔ کیونکہ دو شیشیوں پر بھی وہی خرچ ہوتا ہے جو ایک شیشی پر ہوتا ہے امید ہے دوست اس کا خیال رکھیں گے (۲) سی۔ پی کے علاقہ کیلئے ہمارا ایجنٹ مینیجر سی۔ پی سٹور صدر بازار ناگپور ہیں۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی۔ قادیان۔ پنجاب

ایک بہترین موقع کی سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ایک بہترین حصہ میں اسوقت زیر فروخت ہے

قیمت بالاقساط بھی ادا کیجا سکتی ہے

اور نقد یکمشت قیمت ادا کرنیوالے خریداروں کیلئے

یکم جنوری ۱۹۳۳ء تک ۳ فیصدی رعایت رکھی گئی ہے

یہ زمین ایک مربع کی شکل پر محلہ دارالعلوم میں گرلز ہائی سکول و کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول و جامعہ احمدیہ کے درمیان محلہ دارالرحمت کے مشرق میں بڑی سڑک پر واقع ہے۔ ہر چار کنال کے ٹکڑے کے چاروں طرف پندرہ پندرہ اور دس دس فٹ کے راستے رکھے گئے ہیں۔ نرخ بر لب سڑک عہ اور اندرون محلہ عہ فی مرلہ مقرر ہے۔ اور نقد یکمشت قیمت کی ادائیگی کی صورت میں یکم جنوری ۱۹۳۳ء تک رعایتی نرخ علی الترتیب عہ اور للعہ فی مرلہ ہوگی۔ چونکہ یہ قطعات آبادی کے اندر ایک بہترین موقعہ پر ہونے کے علاوہ اس وقت ایک خاص ضرورت کی بنا پر بالکل ارزاں نرخ پر فروخت کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے خواہشمند احباب جلد سے جلد اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ پھر ایسا موقعہ میسر آنا مشکل ہے۔ ان قطعات کے علاوہ اس وقت قادیان کی آبادی کے دوسرے محلہ دار الفضل و دارالرحمت و دارالبرکات میں بھی بعض اچھے اچھے موقع کے پرائیویٹ قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔

ریلوے روڈ پر ایک بہترین قطعہ اراضی

جس میں ایک مکان اور چھ دکانیں تیار ہو سکتی ہیں یہ قطعہ ۲ کنال ۳ مرلہ ۱۵ فٹ کا ہے۔ ایک طرف ریلوے روڈ ہے۔ ایک طرف ریلوے روڈ میں نکلنے والا بیس فٹ کا بازار۔ اور ایک طرف دس فٹ کی گلی ہے۔ ریلوے روڈ والا ضلع ۱۲ فٹ سے کچھ اوپر کا ہے۔ اور بیس فٹ کے بازار والا ضلع ۱۲۵ فٹ کا ریلوے روڈ پر آٹھ آٹھ مرلے سے کچھ اوپر کی دو دو دکانیں بن سکتی ہیں جن میں سے ہر ایک ۴۰ × ۲۰ فٹ سے کچھ اوپر کی ہوگی۔ اور ان کے علاوہ ۲۰ فٹ کے بازار میں دو دو مرلہ کی چار دکانیں تیار ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ۱۵ × ۲۰ فٹ کی ہوگی۔ اور گلی میں ۳۰ × ۶۰ فٹ یعنی آٹھ مرلہ کا ایک عمدہ مکان تیار ہو سکتا ہے پورا قطعہ کی قیمت بالمقطع گیارہ سو بیس روپیہ مقرر ہے۔ جن کی تفصیل اور قیمتیں بالمشافہ یا خط و کتابت کے ذریعہ دریافت کیجا سکتی ہیں۔ المشتہر۔ خاکسار۔ محمد احمد مولوی فاضل (پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان

نورین کیا ہے؟

یہ بچوں کے لئے بہترین دوا ہے۔ اس کے پینے سے بچے فربہ اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی تمام کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ نورین دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے۔ اور بچہ بہت خوش رہتا ہے اور دوا چونکہ شیریں اور خوش رنگ ہے۔ اس لئے خوشی خوشی پی لیتا ہے۔ ذائقہ بہت ہی خوش گوار ہے۔ امراض معدہ میں اور ہڈیوں کے مضبوط کرنے میں اور سینہ کے تمام امراض میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اگر آپ اپنے بچے کو خوبصورت فربہ تندرست اور توانا دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ نورین کو ضرور پلائیں۔ ترکیب استعمال بوتل پر لکھی ہوئی ہے۔ قیمت فی بوتل چھوٹی ۱۰ بڑی ایک روپیہ۔ فہرست مفت فرچہ وغیرہ ہر حالت میں بذمہ خریدار۔ جواب طلب کے واسطے یا کسی مریض کے متعلق مشورے کے واسطے ٹکٹ آنا ضروری ہے

منگانے کا پتہ۔ بدرالحسن صدیقی مینیجر ڈاکٹر حکیم عبدالمومن صاحب نگ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی کی رہائی کے متعلق لبرٹی کلکتہ کا نامہ نگار خصوصی لندن سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ سیاسی حلقوں اور گول میز کانفرنس کے ارکان میں یہ افواہ گرم ہے کہ جب مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے گاندھی جی کی رہائی پر زیادہ زور دیا تو وائسرائے ہند مستعفی ہونے پر تیار ہو گئے اور کہا کہ اس وقت ہماری کامیابی اس میں ہے کہ ہم کانگرس کا قلع قمع کر دیں۔

کلکتہ یونیورسٹی کی سینٹ نے چالیس سے زیادہ ایسے طلباء کو یونیورسٹی کے آئندہ امتحان میں نان کالجیٹ طلبہ کی حیثیت سے شرکت کی اجازت دیدی ہے جو مختلف مقامات پر بنگال آرڈیننس کے ماتحت روک رکھے گئے ہیں۔ ان میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔

مسٹر ڈی ولیرا جمعیت اقوام کے اجلاس کی صدارت کے لئے جس میں لٹن رپورٹ پر بحث ہونے والی ہے۔ جنیوا گئے ہیں

برطانیہ کی حکومت ضلع پورینہ کے موضع لبو اس پور میں اراضی کے دو ٹکڑے حاصل کر رہی ہے۔ جن کو ہوائی جہاز اتارنے کے میدان کے طور پر استعمال کیا جائیگا۔ ان ہوائی جہازوں میں ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھنے والی برطانی جماعت اپنی مہم سر کرنے کی کوشش کریگی۔

ریاست الور کی ایک تحصیل کرشن گڑھ میں ریونیو افسر ۷ نومبر مالیہ جمع کرنے کے لئے گیا تو اس نے دیہاتیوں سے نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ کسانوں نے مفلسی اور ناداری کا عذر پیش کرنے پر افسر نے گولی چلا دی جس سے کئی اشخاص زخمی ہو گئے

دارالعوام میں سر سیموئل ہور نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اگست ۱۹۳۲ء تک مقدمہ سازش میرٹھ کے سلسلہ میں حکومت ہند ایک لاکھ چوبیس ہزار پونڈ یعنی تقریباً ۱۸ لاکھ سالہ ہزار روپیہ صرف کر چکی ہے۔

جاپان میں گزشتہ دنوں ایک بحری طوفان نے قیامت برپا کر دی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس نوعیت کا عذاب ۱۸۹۰ء کے بعد وہاں نہیں آیا۔ ۲۹۷۴ مکانات بالکل مسمار ہو گئے۔ ۲۳ ہزار مکانوں کو نقصان پہنچا زمین جا بجا دھنس گئی۔ دو سو کے قریب ہلاک ہوئے اور تین سو کے قریب گم ہیں۔

گزٹ آف انڈیا میں اطلاع شائع ہوئی ہے کہ ہز ایکسی لنسی وائسرائے نے انڈین پولیس۔ پولیس فورسز اور فائر

بریگیڈ کے بعض افسروں کو ۲۸ تمغے عطا کئے ہیں یہ عطیات تمغہ جات کے قانون کی دفعہ ۱۱ کے ماتحت شجاعت اور بہادری کے صلہ میں دیئے گئے ہیں۔

اکاؤنٹنٹ جنرل مدراس کے کرنسی کے صیغہ کا ایک ہیڈ کلرک ۱۹ نومبر کو ۳۰ ہزار روپیہ سمیت گرفتار ہو گیا۔

بنگال آرڈیننس برائے اختیارات خصوصی کی میعاد چونکہ دسمبر کے آخیر میں ختم ہو جائے گی۔ اس لئے قانون و امن کی مخالفانہ سرگرمیوں کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک مسودہ قانون پیش کیا جائے۔ جس کا نام مسودہ قانون برائے امن عامہ مجریہ ۱۹۳۲ء ہو۔

مقدمہ سازش گورداسپور کی ازسر نو سماعت ۱۸ نومبر کو شروع ہوئی۔ اس مقدمہ میں ۱۹ سکھ اور ہندو اس الزام میں ماخوذ ہیں کہ انہوں نے سرکاری افسروں کو قتل کرنے کی سازش کی

حکومت پنجاب نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے علاوہ پنجاب کے تمام گورنمنٹ کالجوں کی فسٹ ایر جماعت میں امسال کل ۴۹۷ طلباء داخل ہوئے ہیں جن میں سے ۲۹۳ ہندو ایک عیسائی ۳۰۰ مسلمان ۹۸ سکھ اور ۴ عیسائی ہیں۔ اسی طرح ۱۹۳۲ء میں گورنمنٹ کالج لدھیانہ کی انٹرمیڈیٹ کلاس میں ۴۶ طلباء داخل ہوئے جن میں سے ۱۴ ہندو ۲۱ مسلمان ۱۰ سکھ اور ایک عیسائی ہے۔

کوئٹہ کی مسلم آبادی میں اس بات پر سخت اشتعال پیدا ہو رہا ہے کہ محکمہ ڈاک کے ایک ذمہ دار ہندو سرکاری افسر نے اپنے مسلم عملہ کو یہ حکم دیدیا ہے۔ کہ وہ نماز ظہر ادا نہ کیا کریں اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والے مسلمانوں کو اس دن کے لئے غیر حاضر سمجھا جاتا ہے۔ معاملات نے اس قدر نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ کہ افسر مذکور نے اپنے ایک مسلمان ماتحت کو تحریری حکم کے ذریعہ نماز پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔

امیر الدل (سری نگر) کے ایک سکول کو جس میں قریباً تین سو مسلمان لڑکے تعلیم پا رہے تھے سرکاری حکم کے ماتحت بند کر دیا گیا ہے جب لڑکوں کو یہ اطلاع ملی کہ مدرسہ بند کر دیا گیا ہے اور آئندہ تعلیم کا سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ تو انہوں نے زور شور سے چلانا شروع کر دیا مگر پولیس نے انتہائی بے رحمی کے ساتھ انہیں منتشر کر دیا۔

مسٹر منی لعل ابن گاندھی جی نے ۱۷ نومبر سر فضل حسین صاحب وزیر تعلیم سے ملاقات کی۔ معلوم ہوا ہے کہ بحث و تمحیص ٹرانسوال میں ہندوستان کے خلاف قانون کے موضوع پر ہوئی۔ نیز جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کے درجہ پر بحث کی گئی۔

مسلمانان بڈھلاڈا کو اپنی حفاظت کیلئے اسلحہ کی ضرورت

انجمن امداد المسلمین کی قرار دادیں

بڈھلاڈا۔ ۲۱ نومبر فرحت علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن امداد المسلمین بڈھلاڈا حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کرتے ہیں۔ انجمن ہذا کی ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں حسب ذیل قرار دادیں باتفاق آراء پاس کی گئیں۔

اول یہ کہ بڈھلاڈا اور گرد و نواح کے مسلمان ہر وقت شدید خطرہ میں ہیں۔ جس کا ثبوت قتل بڈھلاڈا واقعہ ہے اس لئے یہ انجمن گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے کہ مسلمانوں کو آرمز ایکٹ ۱۸۷۸ سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

دوم چونکہ بڈھلاڈا کا واقعہ ہائلہ ایک گہری ہندوانہ سازش کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ علاقہ میں تعزیری پولیس مقرر کرے۔ جس کے اخراجات ہندوؤں اور سکھوں سے وصول کئے جائیں۔

سوئم یہ کہ مقتولین اور مجروحین کے پسماندگان اور متوسلین کو امداد دی جاسکے۔ اور

چہارم یہ کہ ان قرار دادوں کی نقول گورنر۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی کمشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور پریس کو بذریعہ تار بھیجی جائیں۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی اور مسلم لیگ کی کونسل اور جمعیتہ العلماء کانپور کی مشترکہ میٹنگ ۲۰ نومبر کو دہلی میں ہوئی۔ جس میں بالاتفاق یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ جب تک یکم جنوری ۱۹۳۱ء کی مسلم کانفرنس کے ریزولیوشن میں درج شدہ تمام مطالبات منظور نہیں کئے جاتے اس وقت تک کوئی بھی فرقہ وارانہ سمجھوتہ مسلم قوم کے لئے قابل قبول نہ ہوگا اور میٹنگ ہذا کی یہ فیصل شدہ رائے ہے کہ الہ آباد کانفرنس کی تجاویز مسلم مطالبات سے بہت کم ہیں لہٰذا وہ مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی